تفسیر سورہ فلق

از جناب مولانا عبدالقدیر صدیقی

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔　تم کہو میں پناہ لیتا ہوں صبح کے رب کی ۔

اَعُوْذُ، پناہ لیتا ہوں ۔ لاکھ اعداء سے ہوشیار رہیں ۔ ان کے مکاسد سے واقف ہوں ۔ رات دن ان کے دفع میں سرگرم رہیں ۔ کیا ہوتا ہے ۔ دوڑو ! اس کے ساحت قرب کی طرف دوڑو ۔ اس کے دامن عنایت میں چھپ رہو ۔ اس کی پناہ میں آجاؤ ۔ وہ سب کو مٹ دے گا ۔ نیست و نابود کر دے گا ۔ اُس کی دوری ام الشرور ہے ، رب الفساد ہے ۔

رب ۔ پروردگار ، پالنے والا ۔ کمال تک پہنچانے والا ۔ یہ نہیں کہ صرف پیدا کر دیا ۔ اب تم آزاد ہو ۔ نہیں تم کو ہر آن ، ہر لحظہ اُسی کی ضرورت ہے ۔ اعطاء وجود و کمالات میں اس کی حاجت ہے ، تم سراپا محتاج ہو وہ بالکل محتاج الیہ ہے ۔ نہ تمہاری ذاتی صفت تم سے جاتی ہے ۔ نہ اس کی ذاتی صفت اس سے منفک ہوتی ہے ۔ جب تم ہر آن محتاج ہو تو ہر آن محتاج الیہ کی طرف توجہ کرو ۔

اَلْفَلَقِ ۔ تاریکی میں سے روشن چیز کا نکلنا ۔ پو پھٹنا صبح ہونا ۔ دانے میں سے موکھے کا نکلنا یہاں ہو سکتا ہے کہ فلق سے مراد صبح ہو ۔ کیونکہ جب صبح کو گہری نیند میں لوگ پڑے خراٹے لیتے ہیں اس غفلت کی حالت میں چور آتے ہیں اور لوٹ مار کر لے جاتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ فلق سے مراد ظلمت عدم سے نور وجود کا حاصل ہونا ہو ۔ یہ قرآن ہے ، ہر اعتبار میں پورا اترتا ہے ۔ ہر شخص کی جدا ضرورت ہوتی ہے ، اور یہ سب کی ضرورت پوری کرتا ہے ۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ ہر اس شئے کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا ہے ۔

شر، برائی، بدی۔ ہر شئے جو ضرر رساں ہو۔ جو کسی کو اس کے کمال سے روکے، یا جس میں خود کچھ کمی ہو، وہ شر ہے۔

یہ یاد رکھو کہ وجود خیر ہے۔ اور عدم شر۔ جو وجود محض ہے وہ خیر محض ہے۔ ظاہر ہے کہ وجود محض خدا تعالیٰ ہے، تو خیر محض بھی وہی ہوگا۔ عدم محض موجود ہی نہیں ہوسکتا تو شر محض بھی موجود نہیں ہوسکتا۔ خدائے تعالیٰ کے سوا جتنے موجودات ہیں ان میں خیر و شر دونوں پہلو موجود ہیں۔ یہ خیر اضافی کہلاتا ہے بعض اشیاء میں خیر غالب ہوتا ہے، اور شر مغلوب بعض میں اس کا عکس۔ اس کو خیر کثیر اور شر کثیر کہتے ہیں۔ خیر کثیر قابل تحصیل ہے، شر کثیر قابل اجتناب۔ مثلاً تجارت سے نفع اٹھانا خیر کثیر ہے، باوجودیکہ اس میں سخت تکلیف اور بڑی محنت ہے۔ خیانت، رشوت، سودخواری، چوری میں شر کثیر ہے، باوجودیکہ ان میں محنت کم ہے اور راحت زیادہ۔

اس خیر و شر کا معیار کیا ہے؟ ہم مذہبی لوگ ہیں۔ ہمارے نزدیک تو جس کا حکم خدا اور رسول دے وہ خیر ہے۔ اور جس سے منع کرے وہ شر ہے۔

آخر یہ شر پیدا کہاں سے ہوا؟ کیا خدا سے پیدا ہوا؟ ہرگز نہیں۔ وہ خیر محض ہے۔ اس سے شر کیونکر پیدا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ سلسلۂ تکوین میں جو واجب حق سے قریب تر ہوگا وہ خیر تر ہوگا، اور جو بعید تر ہوگا، وہ شر تر ہوگا۔ انسان کا پہلا نقطہ جہاں سے اس کا ارادہ چلتا ہے، انتہائی نقطۂ شر ہے۔ اس کے بعد انسان ترقی کرنے لگتا ہے۔ پھر وہ واجب جل مجدہٗ سے جس قدر قریب ہوتا جائیگا اُسی قدر خیر ہوتا چلا جائیگا۔

آخر یہ شر مخلوق خدا ہے یا نہیں؟ خدائے تعالیٰ سے وجود حاصل ہوتا ہے جو خیر ہے۔ مگر ایک تعین دوسرے تعین کے لحاظ سے شر ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کا قصد اولین خیر ہے۔ بالعرض شر ہو، ہوجائے۔ پھر تم جس کو شر سمجھ رہے ہو اس میں بھی ہزار در ہزار خیر ہے۔ شر قلیل کے خیال سے خیر کثیر کو چھوڑنا بھی شر کثیر ہے۔ نظام عالم پر غور کرو۔ جو کچھ ہوا ہے خیر ہی ہورہا ہے۔ مہندس کی نظر میں بیت الخلاء کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی طاقات کے کمرے کی۔ اور نہانے کا کمرہ اتنا ہی خیر ہے جتنا کتب خانے کا کمرہ۔ ہمارے خیال میں تو تعین شر کا مرکز ہے۔

جتنا خدا کی طرف بڑھوگے، پھیلتے جاؤ گے۔ خیریت بڑھے گی۔ شریت گھٹے گی۔ تم سے نفع عام حاصل ہوگا تمہارا ذاتی فائدہ بھی خدا کے لیے ہوگا، اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ ہی فائدہ ہوگا۔ تمہارا جینا بچیز ہوگا اور مقصد خلق پورا ہوگا۔

خلق۔ خلق کے معنی ہیں اندازہ کرنا۔ پیدا کرنا۔ کبھی خلق کہتے ہیں اور اس سے مراد ماسوای ذات۔ وصفات حق تعالیٰ لیتے ہیں، خواہ ارواح ہوں خواہ اجساد۔ اس محاورے پر ارواح واجساد سب مخلوق ہیں۔ کبھی خلق کہتے ہیں اور اس کو عالم امر کے مقابل سمجھتے ہیں۔ عالم خلق تحت زمانہ ہوتا ہے، اور مخلوق تدریجاً کمال حاصل کرتا ہے۔ اس کے لیے استعدادات مشروط ہیں۔ عالم امر تحت زمانہ نہیں ہوتا۔ اس میں جو ہیں ان کے پیدا ہونے میں نہ استعداد شرط ہے نہ وہ زمانے کے تحت ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کا کن فرما دینا موجودات کے لیے کافی ہے۔ یہی حقیقت روح ہے یہی امر رب کی تحقیق ہے اور سوال از روح کا مکمل جواب۔

من شر ما خلق میں ارشاد ہے کہ شر جانب مخلوق سے ہے نہ کہ جانب فلق وجود و نور سے کہ وہ تو خدا کی جانب سے ہے۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ اور شر سے ظلمت کے جب وہ چھا جائے۔ رات کی تاریکی میں سانپ بچھو، شیر، چیتے، چور اور ڈاکوؤں کا زور ہوتا ہے۔ شیاطین اور جن کا چھپیٹا بھی رات ہی کو ہوتا ہے نیز انسان کے مخلوق ہونے کے بعد خود اس کے قویٰ جو اس کی حیات کے مدار ہیں، اس کے اندرونی دشمن بھی ہیں۔ جہاں ایک نے سر اٹھایا اور جینا مہلکہ اور تہلکہ میں پڑ گیا۔ احساسات اپنے کام میں لگاتے ہیں۔ متخیلہ ومفکرہ چین سے بیٹھنے نہیں دیتیں۔ دائما گورکھ دھندے میں پھانسے رکھتی ہیں۔ یہ بھی ایک ظلمت ہے جو دل پر چھائی ہوی ہے۔ پھر جب دل میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے تو باہر کے دشمن ایک طرف، اور ظلمت غفلت دوسری طرف، اس نور پر ہجوم کرتے ہیں۔ طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ شبہات کا حملہ ہوتا ہے،

ہمیشہ ایمان میں تزلزل کا خوف لگا رہتا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ اور شر سے پھونکنے والی عورتوں یا جماعتوں کے گرہوں میں

النَّفْثُ، پھونکنا پھلانا۔ نفخ اور نفث میں فرق یہ ہے کہ نفث میں رطوبت بھی ہے۔

عُقَدٌ جمع ہے عقدہ کی، بمعنی گرہ، نیت ارادہ۔ عناصر و ارکان (خون، صفرا، بلغم، سودا)

کا باہم ملکر مزاج پیدا کرنا۔ قوائے باطنہ کا اعتدال۔

ساحرہ عورتیں بالوں میں گرہ دیکر، منتر پڑھ کر مسحور کردیتی ہیں۔ نیز عناصر و ارکان جو باہم ملکر گرہ

لگاکر مزاج پیدا کردیتے ہیں، کبھی ان میں سے ایک یا دو بڑھ کر فساد پیدا کردیا کرتے ہیں۔ نیز خواہشات

نفسانی و قوت عقلی بڑھ کر مکر و گربزی و دھار، اور کم ہوکر جہل و بلادت و سفاہت بن جاتی ہیں۔ قوت غضبی

زیادہ ہوکر تہور اور من چلاپن اور کم ہوکر جبن بزدلی اور نامردی ہوجاتی ہے۔ قوت شہوی زیادہ ہوکر حرص

وشرہ اور کم ہوکر جمود و مردہ دلی بن جاتی ہے۔ ان امراض نفسانی سے بھی بچنا ضرور ہے۔ اور ان سے استعاذہ لابد

نیز جب بندہ اعمال صالح کی نیت کرتا ہے تو واہی تباہی خطرات اس کے ارادوں میں داخل ہوکر ان کو تباہ

کرتے ہیں۔ یا شیاطین الانس والجن بہکاکر پھسلاکر نیک ارادوں کو چلنے نہیں دیتے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ شر سے حاسدوں کے جب وہ حسد کریں۔

کسی شخص کی کامیابی کو لوگ ٹھنڈے دل سے دیکھ نہیں سکتے۔ مختلف طور سے ستاتے، بدنام کرتے، کامیابی

میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ سب سے زیادہ حاسد ہمارا آبائی دشمن ظلمت کا بادشاہ ہے۔ صاحب علم ایسا کہ فرشتوں کی

استادی کی، خفیہ مکار ایسا کہ اس کی چال کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ جب ہمارے باپ کو جنت سے نکلوا چکا ہے تو

بھلا ہم کو جنت میں کس طرح داخل ہونے دیگا۔ اللہ ہی اس کے شر سے بچائے تو بچائے۔ لہذا اس ظالم کے شر سے بھی

استعاذہ ضروری ہے۔ خدا ہمارا اس کا دونوں کا مالک ہے۔ اس کتے کو ڈانٹ دے گا! پھر کیا مقدور کہ ہم پر

حملہ کرسکے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔